خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ 18۔ اکتوبر 1995ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 45-80 نمبر 234 بدھ 22 جمادی الاول۔1416ھ' 18 اخاء 1374ہش' 18۔اکتوبر 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گناہ اور معصیت سے حفاظت

اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راست باز اور صادق ٹھہر جاوے۔ لیکن یہ نعمت نہ نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے اور نہ نری دعا سے۔ بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا وہ شخص گناہ کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کر کے اپنی تجویز اور تدبیر اور زور بازو سے نیکی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اللہ تعالیٰ کے سچے اور فرمانبردار بندے (۔) بلاؤں سے محفوظ رہتے ہیں۔ پس اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہئے کہ نری بیعت اور اقرار سے کچھ نہیں بنتا' بلکہ انسان زیادہ ذمہ دار اور جواب دہ ہو جاتا ہے۔ اصل فائدہ کے لئے ضرورت ہے۔ حقیقی ایمان اور پھر اس ایمان کے موافق اعمال صالحہ کی۔ جب انسان یہ خوبی اپنے اندر پیدا کرتا ہے تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ متقی حقیقی (صاحب ایمان) اور اس کے غیر میں ایک امتیاز رکھ دیا جاتا ہے۔ اسے ممتاز کیا جاتا ہے اور اس امتیاز کا نام (کلام الٰہی) کی اصطلاح میں فرقان ہے۔ آخرت میں بھی (صاحب ایمان) اسی فرقان سے شناخت کئے جائیں گے اور کافر۔ فاسق۔ فاجر کے منہ سیاہ ہو جائیں گے۔ اس دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ (صاحب ایمان) ہمیشہ ممتاز رہتا ہے۔ اس کے اندر ایک سکینت اور اطمینان بخش روح ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 184)

معاملات کی صفائی ضروری چیز ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

اللہ تعالیٰ پر امید دو طرح ہوتی ہے۔ یا تو علامتیں ظاہر ہو جائیں اور یا خدا کی طرف سے وعدہ ہو جائے۔ اگر وعدہ ہو جائے تو جو چاہے کرے کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ کر کے پھر اس کے خلاف نہیں کرتا۔ اور پھر بعض وقت وہ وعدہ اس منشاء کا ہوتا ہے کہ پہلے ایک شخص قرضہ لے اور پھر خدا اسے دے۔ رسول کریم ﷺ کے ساتھ خدا کے وعدے تھے (۔) پس ایسے وعدوں کے مطابق بسا اوقات یہ لوگ قرض لیتے ہیں۔ بعض دفعہ قرض سے ان کے اخلاص کا امتحان لینا مد نظر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ان کی بشریت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ معاملات کی درستی بھی مد نظر ہوتی ہے کہ لوگ دیکھیں کہ ایسے شخص قرض لے کر کس طرح ادا کرتے ہیں اور بھی کئی حکمتیں اس میں ہوتی ہیں۔ مگر جس کے ساتھ ایسا وعدہ نہیں اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ قرض لے اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو بد دیانت ہے لیکن جس کو امید ہو مثلاً اگر کوئی پچاس روپے کا ملازم ہو اور وہ کسی سے تنخواہ کے وعدہ پر کچھ روپے قرض لے لے اور اس کے دس پندرہ دن بعد اگر اس کا مالک اس کو نکال دے تو ایسا شخص اگر وقت پر ادا نہ کر سکے تو وہ بد دیانت نہیں اور نہ ہی اس پر جھوٹ کا گمان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسے صحیح طور پر امید تھی۔ مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ یا اگر ایک شخص کا کسی اور شخص نے دینا تھا اور وہ شخص اس بناء پر کسی اور سے کچھ لے لیتا ہے مگر جو وعدہ کرتا ہے اس پر وہ ادا نہیں کر سکا کیونکہ جس سے اسے لینا تھا اس نے اپنے وعدہ پر نہ دیا تو یہ شخص بھی بد دیانت نہیں کہلا سکتا۔ یا باوجود روپے کے ملنے کے صریح قرائن ہونے کے اس کو کوئی اور مشکل آ گئی۔ جس کے سبب وہ اپنا قرض ادا نہ کر سکا تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نادہندہ ہے اس کو تو خود مصیبت آ گئی۔ لیکن ایک اور شخص بھی ہے جس نے کسی دوسرے سے فی الواقع کچھ لینا ہے مگر اس کا مقروض سخت نادہندہ کے قرضہ کو مد نظر رکھ کر

باقی صفحہ 2 پر

ریا سے بڑھ کر نیکیوں کا کوئی دشمن نہیں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ضروری اعلان برائے
سالانہ اجتماع انصار اللہ

○ مجلس انصار اللہ پاکستان کے سالانہ اجتماع مجوزہ مورخہ 27-28-29 اکتوبر 1995ء کے لئے ابھی تک انتظامیہ کی طرف سے اجازت نہیں ملی۔ اس لئے جملہ اراکین مجلس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ان تاریخوں میں یہ اجتماع نہیں ہو گا۔ ضلعی عہدیداران جملہ مجالس انصار اللہ میں یہ اطلاع پہنچا دیں۔

(قائد عمومی انصار اللہ پاکستان)

تقریب رخصتانہ

○ ربوہ۔ مورخہ ۵۔ اکتوبر ۹۵ء کو بعد عصر دفتر انصار اللہ کے لان میں مکرم محمد انعام صاحب غوری (ناظر دعوۃ الی اللہ قادیان نزیل ربوہ) کی دو لڑکیوں کی رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے دعا کروائی۔ مستورات میں محترمہ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان بھی تشریف لائیں۔

مکرم غوری صاحب کی لڑکیوں عزیزہ عطیہ القیوم ناصرہ صاحبہ کا نکاح مکرم رضوان خالد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ اور عزیزہ شاہدہ رحمان زبدہ صاحبہ کا نکاح مکرم کریم الدین شمس صاحب مربی سلسلہ سے قادیان میں پڑھا جا چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان ہر دو رشتوں کو جانبین کے لئے باعث برکت فرمائے۔

نکاح

○ مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب کارکن وکالت علیاء تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ منزہ مرزا بنت مرزا لطیف احمد صاحب پنشنر صدر انجمن کا نکاح مورخہ 6۔اکتوبر کو عزیزم عبد القدیر صاحب ابن مکرم ماسٹر محمد بشیر صاحب (ہیڈ ماسٹر کانڈیوال) محلہ دار العلوم جنوبی ربوہ کے ساتھ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے بیت المبارک میں پڑھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت مبارک فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

18- اخاء 1374 ھش 18 - اکتوبر 1995ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپکے لئے) فرماتے ہیں۔

1- عبادت کا دوسرا نام دعا بھی ہے۔ جیسے فرمایا جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے پس میں بہت ہی قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ جب وہ پکارتا ہے۔ بعض لوگ اس کی ذات پر شک کرتے ہیں۔ پس میری ہستی کا نشان یہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو۔ میں تمہیں پکاروں گا اور جواب دوں گا اور تمہیں یاد کروں گا۔ اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں اور وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو اور تمہارے کانوں میں نقص ہے۔ وہ شخص تو تمہاری آواز سنکر تم کو جواب دے گا۔ مگر جب وہ دور سے جواب دے گا تو تم بباعث بہرے پن کے سن نہیں سکو گے۔ پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دوری دور ہوتی جاوے گی تو تم ضرور آواز کو سنو گے۔ جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے۔ اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو رفتہ رفتہ بالکل یہ بات نابود ہو جاتی ہے کہ اس کی ہستی ہے بھی۔ پس خدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اس کی آواز کو سن لیں یا دیدار یا گفتار۔

2- عبادتوں میں دعائیں عربی زبان میں ہیں۔ مگر تم پر حرام نہیں کہ عبادتوں میں اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگا کرو ورنہ ترقی نہ ہوگی۔ خدا کا حکم ہے کہ عبادت وہ ہے جس میں تضرع اور حضور قلب ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے گناہ دور ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا نیکیاں بدیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہاں حسنات کے معنے عبادت کے ہیں اور حضور قلب اور تضرع اپنی زبان میں مانگنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس کبھی کبھی ضرور اپنی زبان میں دعا کیا کرو۔ اور بہترین دعا یہ ہے۔ کیونکہ یہ جامع دعا ہے۔ جب زمیندار کو زمینداری کا ڈھب آجاوے تو وہ زمینداری کے صراط مستقیم پر پہنچ جاوے گا۔ اور کامیاب ہو جاوے گا۔ اسی طرح تم خدا کے ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو اور دعا کرو کہ یا الٰہی میں تیرا گناہ گار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں۔ میری رہنمائی کر ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو۔ کہ اصل معطی وہی ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازے پر سوالی ہر روز جا کر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اسکو بھی شرم آجاوے گی۔ پھر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا جو بے مثل ترین ہے کیوں نہ پائے۔ پس مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پا لیتا ہے۔

3- جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ پہلے خود روشن ہو اور اپنی اصلاح کرے۔ دیکھو یہ سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہر ایک قوم کے معلّم نے یہی تعلیم دی ہے۔ لیکن اب دوسرے پر لاٹھی مارنا آسان ہے۔ لیکن اپنی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ قوم کی اصلاح کرے اور خیر خواہی کرے وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے۔

ہر اک واقفِ زندگی کی دعا ہو
تہِ دل سے اس کی یہی اک صدا ہو
مرا جینا مرنا ترے واسطے ہو
میری سعی مشکور تیری رضا ہو

ابوالاقبال

حسن چمک اور آب اسی سے
میری آنکھ کا زیور پانی

صبح کو مُطّلع صاف ہُوا ہے
کُھل کر برسا شب بھر پانی

پیاس ہو سچی تو آتا ہے
پیاسے تک خود چل کر پانی

آنکھ سے ٹپکے قطرہ قطرہ
کر دیتا ہے پتھر پانی

صدیوں سے اک ساتھ ہیں دونوں
پیاسا شہر سمندر پانی

پھل اور پھول لگا دے مولا
میں دیتی ہوں بھر بھر پانی

راحتِ جسم و جان و دل ہے
باعثِ رحمت اکثر پانی

نوحؑ کی قوم کا سوچو لوگو
کیا آیا تھا بن کر پانی

اپنے کئے پر جب بھی نظر ہو
ہو جاتی ہوں کٹ کر پانی

امتہ الباری ناصر

بقیہ صفحہ 1

کچھ لیتا ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ لے کر دینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ نہ میرا قرض ملے گا اور نہ میں دوں گا۔ غرض اس قسم کی بہت سی صورتیں ہیں۔ جن میں قرضہ لینا درست نہیں مگر پھر بھی ایک شخص لیتا ہے اور ایسی صورتوں میں اس کا قرضہ لینا بد دیانتی ہے۔

اب ایک اور شخص ہے جس کے پاس کچھ نہیں وہ ایک دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے اور صاف صاف کہہ دیتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں مجھے کوئی امید بھی نہیں۔ ہاں اگر میرے پاس آگیا تو میں دیدوں گا ایسا شخص دیانتدار ہے۔ کیونکہ وہ صاف صاف سب کچھ کہہ دیتا ہے۔ اور یہ قرض دینے والے کا کام ہے کہ وہ اسے دے یا نہ دے۔

(از خطبہ 21- مئی 1926ء)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

ان آیات میں اگر آپ ذرا سا مزید غور کریں تو حضرت یونسؑ کے ساتھ جو واقعات پہلے گزرے تھے ان کا بڑے لطیف رنگ میں ذکر موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ہمیں بتایا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو سبق دیتا ہے تو نہایت ہی لطیف رنگ میں ان غلطیوں سے مناسبت رکھتے ہوئے سبق دیتا ہے جو ان سے پہلے ہو چکی ہوئی ہوتی ہیں۔ اب یاد کریں کہ حضرت یونس نے ایک بھرے ہوئے شہر کو چھوڑا تھا' وہ بھرا ہوا شہر ایسا تھا کہ جو اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہونے کے لائق تھا اور خدا کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ صرف یونسؑ ایک ایسا انسان ہے جو بچائے جانے کے لائق ہے اور بھرے ہوئے شہر کو ہلاکت کا نشانہ بنتے ہوئے چھوڑ کر خدا کی وحی کے مطابق حضرت یونسؑ اس شہر سے الگ ہوئے۔ چونکہ اس کے بعد ان سے ایک غلطی سرزد ہوئی اور دل میں یہ خیال گزرا کہ شائد خدا میرے خلاف کوئی فیصلہ نہ کرے چونکہ آپ مرسلین میں سے تھے اس لئے ہم یہ بدظنی نہیں کریں گے کہ یہ خیال انہوں نے کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر نہیں ہو سکتا۔ میں نے غور کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترجمہ کرنا یہاں درست نہیں ہے بلکہ بہت ہی لطیف بات ہے جو بیان ہوئی ہے' وہ یہ ہے کہ حضرت یونسؑ نے یہ سوچا ہو گا کہ وہ خدا جو ایک لاکھ گنہگاروں کو سخت گناہوں کے باوجود' اس فیصلے کے باوجود کہ میں ان کو ہلاک کر دوں گا' پھر معاف کر دیتا ہے 'تو مجھے کہاں پکڑے گا پھر؟ میں تو پھر نیک بندوں میں شمار ہوتا ہوں۔ میں تو اس کے مرسلین میں سے ہوں۔ مجھ سے تو زیادہ رحمت کا سلوک کرے گا۔ پس اس آیت یعنی مجھ پر قدرت نہیں پا سکے گا' کا یہ مطلب ہے کہ اللہ میرے خلاف فیصلہ نہیں دے گا۔ جو اتنا رحم کرنے والا خدا ہے اس نے مجھے کیا کچھ کہنا ہے؟ لیکن یہ بات وہ بھول گئے کہ ہر شخص سے اس کے حالات اور اس کی توفیق کے مطابق سلوک کیا جاتا ہے۔ خدا کے نیک بندوں سے بہت زیادہ اونچی توقعات ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو یہ سبق دینا تھا کہ جب خدا تعالیٰ چاہے اس صورت حال کو بالکل الٹ سکتا ہے۔ پس اب آپ کشتی کی طرف آئیں' ایک بھری ہوئی کشتی تھی' وہاں حضرت یونس کے سوا سارے گنہگار تھے لیکن خدا تعالیٰ نے ان سب گنہگاروں کو بچا لیا یعنی بظاہر اور جو سب سے معصوم انسان تھا اس کو ہلاکت کی طرف باہر پھنکوا دیا اور جو بھی اس پہلے شہر میں واقعہ گزرا تھا اس سے بالکل الٹ مضمون ہو گیا۔ وہاں حضرت یونس ایک بھرے ہوئے شہر کو چھوڑ کر جا رہے تھے' جس سارے شہر کو خدا کی تقدیر نے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور صرف یہ ایک معصوم انسان تھا جسے نجات کی خبر دی گئی تھی اور کشتی کی حالت یہ تھی کہ گنہگاروں سے بھری ہوئی تھی اور خدا کی تقدیر یہ کہہ رہی تھی کہ ان سب کو میں معاف کرتا ہوں اس نیک بندے کو یہاں سے نکالا جائے جس نے مجھ پر بدظنی کی ہے اور اسے ہلاکت کے منہ میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ مچھلی نے آپ کو نگل بھی لیا' وہاں ظلمات کا لفظ استعمال کرنا' اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سکھائی ہوئی دعا تھی۔ بہت ہی فصیح و بلیغ کلام ہے۔ (۔) ایک ظلمت کا کام اس سے سرزد ہوا تھا' ساری زندگی نور میں کٹی اور ہلکا سا ظلمت کا سایہ آیا جو اس نے خدا تعالیٰ پر بدظنی کر لی۔ اس کے نتیجے میں وہ ظلمات میں گھیرا گیا۔ کئی قسم کے اندھیروں میں اس نے بے اختیار یہ دعا کی۔ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (۔) تو بہت ہی پاک ہے۔ (۔) میں ہی ظالم انسانوں میں سے تھا۔

اور ظلمت اور ظلم یہ دونوں ایک ہی منبع سے نکلے ہیں اور دونوں ہم معنی ہیں۔ ظلم کا مطلب گناہ بھی ہے اور اندھیرا بھی ہے۔ پس اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ نجات بخشی اور یہ فرمایا (۔) میں نے جو یونسؑ کو معاف کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی ساری زندگی تسبیح و تحمید میں گزری تھی۔ پس خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی سابقہ نیکیوں کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے اگرچہ غلطی بہت بڑی ہی کیوں نہ ہوئی ہو جو خدا توقع رکھتا ہے اس کے خلاف انسان سے بعض دفعہ کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جاتی ہے جس سے گویا اس کا پچھلا سارا اعمال نامہ سیاہ شمار کر لیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نیک بندوں کی نیکیوں کو اس طرح بھلا نہیں دیا کرتے۔

وہ ہمیشہ تسبیح و تحمید میں وقت گزارا کرتا تھا' اس میں ہمارے لئے یہ نصیحت ہے کہ ہم عین وقت کے اوپر جو دعا کریں کہ اے خدا ہم سے غلطی ہو گئی ہمیں ظلم سے نجات بخش۔ ہمیں ظلمات سے نکال دے اور اس سے پہلے خدا کی تسبیح و تحمید نہ کریں تو ہماری دعا میں قبولیت کی وہ طاقت نہیں ہو گی۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کی حالت میں رہنا چاہئے۔ اس وقت خدا کی تسبیح کرنی چاہئے جبکہ خدا سے کوئی مطالبہ نہیں ہو رہا۔ کوئی بھیک مانگنے کے لئے اس کے در پر نہیں گئے بلکہ اس کی محبت میں' اس کی یاد میں' اس کے پیار میں' ہم اس کی مدح کے گیت گا رہے ہوں اس کی تسبیح بلند کر رہے ہوں۔ ایسی حالت میں ہمیں جب بھی مشکل پیش آئے گی تب خدا تعالیٰ اس پرانی تسبیح کو یاد کرتے ہوئے اگرچہ گناہ بڑا بھی ہو لیا ہو تب بھی مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔

پس وہ لوگ جو بعض دفعہ مجھے یہ لکھتے ہیں کہ ہم مصیبت میں گھر گئے ہم نے تو بڑی التجائیں کیں' بڑا شور مچایا' بہت روئے پیٹے' ہماری دعا قبول نہیں ہوئی' ان کے لئے اس میں نصیحت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی زندگی میں وہ خدا سے غافل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نعمتیں عطا کیں لیکن انہیں خدا کو یاد رکھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اسی وقت یاد آیا جب کہ ضرورت پیش آئی تو جب ضرورت پیش آئے اس وقت کی یاد کی کوئی حقیقت نہیں ہوا کرتی' کوئی قیمت نہیں ہوا کرتی۔

پس ضمناً یاد کروا دوں' وہ تین دن والی جو بحث ہے اس کو اس طرح نہیں کرنا چاہئے کہ آپ اصرار کریں کہ ضرور تین دن ہی مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے۔ تین دن کی خطرناک حالت ہم کہہ سکتے ہیں' معلوم ہوتا ہے بائبل میں جو واقعہ ہے وہ لکھنے والوں پر پوری طرح واضح نہیں تھا خدا تعالیٰ نے ممکن ہے کسی نیک بندے پر وحی کی ہو یا ایک باہر کے نبی کا قصہ وہاں پہنچا ہو اور اس میں غلطی رہ گئی ہو۔ تین دن کی انتہائی نازک حالت کا ذکر ہو گا جس کو یہ سمجھ لیا گیا کہ گویا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے دل کا حملہ ہوتا ہے تو تین دن تک بعض دفعہ ایک شخص intensive Care میں رکھا جاتا ہے یعنی ایسی حالت میں جہاں زندگی اور موت کے درمیان کشمکش جاری ہوتی ہے۔ پس وہ حالت جس میں بظاہر موت غالب آنے والی ہو اسے ہم خطرناک حالت قرار دیتے ہیں' بیماری تو بعد میں بھی کچھ چلتی ہے' لیکن اس بعد کی حالت میں صحت کے غلبے کے امکان بڑھ جاتے ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی صلیب پر چند گھنٹے رہنے کے بعد دو اڑھائی دن ایسی ہی حالت رہی کہ گویا جانکنی کی حالت تھی۔ شدید گہرے زخموں میں آپ مبتلا تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ دم آیا کہ نہ آیا' کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا' تو تین دن کی مشابہت اس رنگ میں حضرت یونس سے ہوئی کہ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مچھلی نے خواہ چند ثانیوں کے لئے یا ایک دو منٹ کے لئے ہی پیٹ میں رکھا ہو' جب اگلا ہے تو اس کے زخم بھی اتنے کاری تھے اور اتنا گہرا نقصان ہو چکا تھا کہ تین دن اس کے بعد جان کنی کی حالت میں رہے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ بیل اگا کر اس کا سایہ نہ کر دیتا اور اس بیل میں شفا نہ رکھتا تو آپ کے بچنے کے بظاہر کوئی امکان نہیں تھے اور ایسی حالت سے بھی اللہ تعالیٰ نجات بخش دیتا ہے۔ پس جہاں بعض احتیاطوں کے سبق ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بے انتہا ہونے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ ایسی خطرناک حالت میں بھی خدا تعالیٰ بچا سکتا ہے جس سے بظاہر بچنے کی کوئی صورت نہ ہو۔

اب میں آخر پر حضرت ذکریاؑ کی دعا کے بعد اس خطبہ کو ختم کروں گا۔ حضرت ذکریاؑ کی ایک دعا پہلے بھی گزر چکی ہے۔ اب جو دعا (کلام الٰہی) نے دوسرے لفظوں میں ہمارے سامنے رکھی ہے وہ یہ ہے (۔) کہ ذکریاؑ کو بھی یاد کرو (۔) جب اس نے اپنے رب کو پکارا اور یہ عرض کیا (۔) اے خدا! مجھے اکیلا نہ چھوڑ (۔) اور سب وارثوں میں بہتر تو ہی وارث ہے۔ پہلی دعا سے متعلق اگر کسی کو غلط فہمی پیدا ہوئی ہو تو اس دعا میں اس کا ازالہ فرما دیا گیا ہے۔ پہلی دعا میں یہ ذکر تھا کہ آپ نے یہ عرض کی کہ اے خدا! میرا کوئی ولی نہیں ہے' مجھے شریکوں کا ڈر ہے' میری بیوی بانجھ ہے اور بوڑھی ہے' میرے مرنے کے بعد وہ اکیلی رہ جائے گی تو کوئی اس کی حفاظت کرنے والا نہیں ہو گا' اس سے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ حضرت ذکریاؑ کے نزدیک ظاہری اولاد کی ظاہری حکمتوں کے پیش نظر اہمیت ہے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر میرا وارث نہ ہوا تو میرے پیچھے میری بیوی گویا لاوارث رہ جائے گی تو حضرت ذکریاؑ چونکہ خدا تعالیٰ سے بے انتہاء پیار کرنے والے اور اس پر بے حد توکل کرنے والے انسان تھے اس لئے اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ان کی ایک اور دعا بھی (کلام الٰہی) میں بیان فرما دی' اس میں وہ کہتے ہیں کہ میری خواہش تو یہی ہے کہ میں اکیلا نہ رہوں' میرے بعد میری اولاد ضرور آئے' لیکن یہ معنی نہیں ہیں کہ اولاد نہ ہوئی تو میرے پیچھے میری بیوی اور باقی جو بھی سلسلہ ہے وہ لاوارث ہو جائے گا۔ (۔) ہر شخص کے بعد تو ہی اصل وارث ہوا کرتا ہے اور اس کی ہر جائیداد' ہر عزت' ہر دولت اور ہر ذمہ داری تیری طرف لوٹ جاتی ہے۔ یہاں وارث کے دو معنی ہیں۔ ان دونوں معنوں میں آپ کو دعا کرنی چاہئے۔ یعنی ان دونوں معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دعا کرنی چاہئے۔ ایک وارث وہ ہے جو جائیداد پا لیتا ہے اور ایک وارث وہ ہے جو ذمہ داریاں ورثے میں پاتا ہے اور سچا وارث وہ ہوتا ہے جو ان کو ادا کرتا ہے تو (سب وارثوں میں تو ہی بہتر وارث ہے) میں یہ دونوں باتیں شامل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے خدا جو کچھ میرا ہے میرا تو ہے ہی کوئی نہیں۔ کسی کا بھی کچھ نہیں' ہم تو مر کر یہاں سے چلے جانے والے ہیں' جو کچھ تو نے ہمیں عطا کیا ہے وہ سب تیری طرف واپس لوٹتا ہے اور تو ہی ہے جو باقی رہے گا اور ہر چیز آخر تیری ہی ہو گی۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ دنیا والے وارث تو اپنی ذمہ داریاں ادا کریں نہ کریں' جو تجھ پر توکل رکھتے ہیں ان کا صحیح وارث تو ہی ہوا کرتا ہے اور ان کے سارے بوجھ تو اٹھا لیتا ہے ان کے قرضے اتارنے کا بھی تو ہی انتظام کرتا ہے' ان کی دیگر ذمہ داریوں کا بھی تو ہی ذمہ دار بن

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم ناہید ساہی

برطانیہ کے بچوں کا نمونہ

12 ستمبر کے الفضل میں "میرا کالم" پڑھا جس میں کہ آپ نے حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی کہی ہوئی ایک بات کا حوالہ دیا تھا "کہ وہ بات نہ میں خود بھولا ہوں نہ دوستوں کو بتانے میں کوتاہی کی ہے" میں نے جب پڑھی تو چھبیس ستائیس سال پہلے کا گذرا واقعہ یاد آگیا۔

1968ء کی بات ہے ہم ان دنوں ویلز کے ایک خوبصورت شہر سوان سی میں مقیم تھے۔ یہ شہر سمندر کے کنارے پہاڑیوں پر آباد ہے۔ قدرتی حسن سے مالامال ہونے کے علاوہ' سرسبز فلک بوس درختوں کے جھرمٹوں میں سرخ ڈھلوانی چھتوں والے گھر اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہے تھے۔ یہ علاقہ آج بھی ذہن کی پہنائیوں میں یوں محفوظ ہے جیسے کسی آرٹ گیلری میں کسی شہرت یافتہ نامور فنکار کے شاہکار آویزاں ہوں۔ یہ سب باتیں ضمناً لکھ رہی ہوں اصل واقعہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں تاہم یہ چاہتی ہوں کہ اپنے قارئین تک اس واقعہ کی تمام تر رنگینی پہنچانے کی کوشش کروں تاکہ وہ بھی لطف اندوز ہوں۔

میرے میاں فزکس میں پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے کے لئے گئے تھے۔ میں اور دو چھوٹے بچے ان کے ہمراہ تھے۔ چند دن تو خوب سیروسیاحت کی۔ وہاں کی خوبصورتی سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ مگر جب زندگی ایک ہی ڈگر پر چلنے لگی تو وطن عزیز کی یاد ٹوٹ کر آنے لگی۔ صبح ساہی صاحب یونیورسٹی چلے جاتے بچے سکول میں اور میری اداسی پیچھے رہ جاتی۔ رو رو کر دن گزرنے لگے۔ تین سال رو رو کر نکالے نہیں جاسکتے تھے لہٰذا سوچا کہ کوئی جاب کی جائے تاکہ ہوم SICKNESS بھی ختم ہو اور مالی فائدہ بھی ہو جائے۔ مجھے اور میری سکھ دوست جو مسز جوگندر کو ایک بہت اچھی جاب مل گئی۔ سوآن سی سے کچھ فاصلہ پر افارسٹ واخ کے' مقام پر میٹوائے (Mattoy) فیکٹری میں کھلونے بنانے کی جاب تھی یہ جگہ ہمارے گھروں سے اچھی خاصی دور تھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وہاں پہنچنے میں لگ جاتا۔ ہمارا گھر بلندی پر تھا۔ کافی اترائی اتر کر بسیں پکڑنی ہوتی تھی۔ موسم سرما میں تو صبح اٹھ کر بس پکڑنا جان جوکھوں کا کام تھا مگر۔ اب تو اوکھلی میں سر دے ہی چکے تھے۔ خیر سردیوں میں چھ بجے کا مطلب انگلینڈ میں آدھی رات ہوتا ہے۔ عرف عام میں جسے تاروں کی چھاؤں کہتے ہیں۔ سردیوں کی ایک صبح کا ذکر ہے ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی۔ سڑک کے دونوں طرف کی نارنجی روشنیاں برف کی نائیلونی تہہ میں سے چھن چھن کر ماحول کو روشن کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں اس دھندلی دھندلی روشنی سے عجیب پر اسرار اور طلسماتی ماحول لگ رہا تھا۔ ایک سائیکل سوار بچہ تیزی سے آیا اور ساتھ والے گھر کی چار دیواری کے اندر کچھ پھینک کر آگے نکل گیا۔ میرا دل دھک سے رہ گیا۔ اس برفیلے موسم میں رات کے اس پہر میں اتنی چھوٹی سی عمر کے بچے کا نکلنا میرے لئے بڑا حیران کن تھا۔ جبکہ ہمارے ملک میں اس عمر کے بچے کو اس وقت اٹھنے پر مائیں تھپک تھپک کر سلا دیتی ہیں۔ اغوا ہونے کے ڈر سے باہر بھیجنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور بعض بچے تو اس عمر میں ماؤں کے پلو پکڑ کر ان کے پیچھے پیچھے توتلی زبان میں باتیں کرتے ملیں گے۔ دلبر (مسز جوگندر) سے ذکر کیا تو بولی صبح صبح بچے سکول ٹائم سے پہلے اخباریں تقسیم کرتے ہیں کیونکہ یہ جاب بچوں کے لئے ہی (Suitable) ہے بڑی عمر کے لوگ تو کوئی دوسرا کام بھی کر سکتے ہیں۔ میں سوچنے لگی کہ یہ بات تو حیرانی کی تھی ہی کہ اس وقت اور اس طوفانی رات میں اس عمر کا بچہ اخباریں تقسیم کر رہا ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر حیران کن بلکہ پریشان کن یہ بات ہے کہ اس پر کیا آفت آپڑی ہے جو یہ سکون اور آرام کی نیند تج کر اور گرم گرم اور نرم نرم بستر چھوڑ کر اتنی مشقت کا کام کر رہا ہے۔ حالانکہ ان کی تعلیم فری۔ میڈیکل فری بچوں بچوں کے الاؤنسز الگ ملتے ہیں ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے ماں باپ بھی بالغ ہونے تک ٹھیک ٹھاک کردار ادا کرتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ اس ننھے منھے فرشتے کو آرام کی زندگی کو خیرباد کہنا پڑا؟ دو تین دن تک یہ خیال آسیب کی طرح میرا پیچھا کرتا رہا۔ ایک دن بس سٹینڈ کی طرف جا رہی تھی برف سے کافی پھسلن ہوئی تھی اچانک پاؤں پھسلا اور گھٹنوں کے بل گر گئی۔ اتنے میں وہی بچہ جلدی سے سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے میری مدد کو دوڑا۔ اس کے اس عمل سے کسی کی مدد کرنے کا جذبہ ٹھاٹھیں مارتا دکھائی دے رہا تھا میرا پرس مجھے پکڑاتے ہوئے بولا۔ مادام کیا آپ ٹھیک ہیں؟ جی ہاں۔ میرے بچے بہت بہت شکریہ میں نے اسے پچکار کر کہا۔

مجھے اس پر بہت پیار آیا۔ یہ جذبہ ہے بھی قابل قدر۔ میں اپنی ساری تکلیف بھول گئی اور جلدی سے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ بیٹے تم اس طوفانی رات میں اتنی رات گئے ایسی مشکل جاب کرتے ہو۔ کوئی مجبوری ہے؟

نہیں تو! سرخ و سفید گول مٹول پیارا سا بچہ (گرے نیکر۔ سفید قمیض اور بلیو انیرک میں ملبوس۔ گرے جرابیں اور کالے بوٹ پہنے ہوئے تھا شاید ان کے سکول کا یونیفارم تھا) سرخ سرخ نیند سے بوجھل آنکھیں جھپکا کر بڑے فلسفیانہ انداز سے بولا۔

ماما کہتی ہے۔ بیکار رہو گے تو مصیبتیں آن گھیریں گی۔ کام کرو گے تو خوشحالی مصیبت کو بھگا کر تمہاری دوست بن جائیگی۔ اور پھر جب میں محنت کر کے جو پونڈ کماتا ہوں انہیں خرچ کرنے کا مزا ہی کچھ اور ہے! ممی ڈیڈی اور بہن بھائیوں کے لئے جب ان پیسوں سے تحفے لے کر جاتا ہوں تو ان کی آنکھوں میں پیار اور خوشی کی چمک میرے اندر ایک ایسا جذبہ اور طاقت بھر دیتی ہے کہ یہ تکلیف اس کے پاسنگ بھی نہیں۔ وہ تقریر کرنے کے موڈ میں تھا اور اس موضوع پر بہت کچھ کہنا چاہ رہا تھا کہ میں بس چھوٹنے کے ڈر سے لنگڑاتی ہوئی آہستہ آہستہ بس کی طرف چل دی۔ سارا راستہ میں خود بھی سوچتی اور دلبر سے تبادلہ خیال کرتی رہی۔ یہ جذبے فطرتی ہوتے ہیں یا ان کے پیدا کرنے میں کسی کا ہاتھ ہوتا ہے؟ ہم کسی نتیجہ پر نہ پہنچے۔ میں کہتی تھی کہ ماں کی تربیت کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ مگر اس کا خیال تھا کہ معاشرہ ان جذبوں کو بنانے بگاڑنے کا ذمہ دار ہوتا ہے میں اس بات پر کئی دن تک سوچتی رہی ایک روز مجھے اس کا جواب خود بخود مل گیا۔ میرا بیٹا سا سان جو اس وقت چھ سات سال کا ہو گا۔ (آجکل ڈینٹل سرجن ہے) مجھے کہنے لگا۔ امی جان گرمیوں کی چھٹیوں میں میں نے جاب ڈھونڈلی ہے۔ یہ سن کر مجھے تو جیسے جھرجھری سی آگئی۔ کیا کر رہے ہو؟ ہوش میں تو ہو۔

امی جان میں نے مائیکل سے وعدہ کر لیا ہے چھٹیوں میں اگر کام کر لوں تو کیا حرج ہے؟

آخر کیا مصیبت آپڑی ہے جو تم جاب کرنے لگے ہو؟ تمہاری ہر ضرورت تو ہم پوری کرتے ہیں بیٹا پھر بھلا جاب کی کیا ضرورت ہے! میں نے ایک پاکستانی ماں کے ناطے خوب مخالفت کی مگر وہ بضد تھا۔ اس نے مائیکل جو دودھ کی ہوم ڈیلوری کرتا تھا اس کے ساتھ کام کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ پہاڑی مقام پر اوپر نیچے گھروں میں کبھی بہت بلندی پر اور کبھی بہت نیچے جا کر بوتلیں دروازوں کے آگے رکھنا اور خالی بوتلیں لے کر جانا اچھا خاصا مشکل کام تھا۔ اب جو اس نے جواباً کہا وہ بھی ناقابل فراموش ہے) کہنے لگا اپنی ضرورتوں کے لئے آپ سے مانگتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ میرے دوست کہتے ہیں یار اپنی کمائی ہوئی دولت کا نشہ ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ جب میں اپنی جیب سے آپ سب کو تحفے دوں گا تو وہ خوشی انمول ہو گی۔ اب یہ بات اور کرسٹوفر (پیپرز تقسیم کرنے والے بچے کی بات) دونوں کا لب لباب ایک ہی تھا۔ یہ بات یا جذبہ سب بچوں میں کون پیدا کر رہا تھا؟ معاشرے کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی سے یہ جذبے بچوں میں پنپ رہے تھے۔ جبکہ یہاں ہمارے ملک میں لوگ معاشرہ کے ڈر سے مصیبتوں کو گلے لگانا قبول کر لیتے ہیں مگر بچوں کو ایسا کام کرنے نہیں دیتے۔

چنانچہ نام نہاد چودھراہٹیں اور نوابیاں بچوں کے ذہنوں میں ایسی سما گئی ہیں کہ ہر پیشے میں انہیں ذلت نظر آتی ہے۔ لیکن یورپ میں محنت کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ محنت کرنے میں عظمت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے جب بچے اپنے جیسے ہی بچوں اچھے خاندانوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو کام کرتا دیکھتے ہیں تو ان کے اندر بھی محنت کرنے کا جذبہ جاگ اٹھتا ہے۔ ہمارے ساتھ کالج اور یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس جو اچھے گھرانوں سے تعلق رکھنے والی بچیاں ہوتیں۔ چھٹیوں میں جاب کیا کرتی تھیں مگر یہ پیسہ گھر چلانے کے لئے نہیں بلکہ سیرو تفریح اور دوسری خواہشات پورا کرنے کے لئے کماتیں۔ بعض اوقات بڑی عمر کی عورتیں بھی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وقتی طور پر کام کرنے کے لئے جاب کرتیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے وطن عزیز میں بھی بچے محنت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں۔ اپنی سوچ میں تبدیلی لائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی مائیں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیں جہاں انسان کی عزت اس کے پیشے سے نہیں بلکہ اس کے اعلیٰ وارفع کردار کی وجہ سے ہو۔ آمین۔

کشمیر کاز

10 نومبر1931ء کو وزیراعظم کشمیر کے پرسنل اسسٹنٹ نے حضرت امام جماعت الثانی کے پرائیویٹ سیکرٹری کے نام ایک خط میں لکھا جس کا متن درج ذیل ہے:-

مکرمی پرائیویٹ سیکرٹری صاحب۔ تسلیم۔

آپ کا گرامی نامہ مورخہ 3 نومبر1931ء جناب حضور والاشان پرائم منسٹر صاحب بہادر کے ملاحظہ سے گزرا مختصراً جواب عرض کرتا ہوں کہ ابتداء سے یہ کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمانان کشمیر کو ابتدائی جائز حقوق دینے میں بے حد جلدی کی جاوے اور خاص طور پر گزشتہ ایک ہفتہ سے تو شب و روز سوائے اسی کام کے پرائم منسٹر صاحب کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ البتہ دو تین روز کے لئے جموں کے واقعات نے مجبور کیا کہ وہاں پرائم منسٹر صاحب خود تشریف لے جاویں۔ جموں کے واقعات نے جس کے ذمہ دار احرار ہیں معاملہ مطالبات کو قدرے التوا میں ڈال دیا۔ اور صدر صاحب کے ساتھ گفت و شنید یا خط و کتابت میں بھی دیر محض اسی وجہ سے ہوئی۔ (لوگ کہتے ہیں کہ احرار کی وجہ سے کشمیر میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ احرار کی وجہ سے معاملہ مطالبات کے منظور ہونے میں دیر ہو گئی۔ ورنہ بات جلدی طے ہو جاتی) علاوہ بریں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نمائندگان مقیمی سری نگر' عبدالرحیم صاحب درد اور مولانا اسماعیل غزنوی صاحب کے ساتھ اکثر

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان .... محمد صدیق شاہد گورداسپوری

محترم مولوی خلیل احمد صاحب

خاکسار کے خسر محترم مولوی خلیل احمد صاحب مورخہ 18- جولائی 1995ء بروز منگل مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئے آپ کی عمر 77 سال تھی آپ گھنیاں کے بھانگر تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں قریباً 1918ء میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ محترمہ زینب بی بی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص رفیق حضرت حکیم اللہ بخش صاحب آف بیٹے ہالی ضلع گورداسپور کی بیٹی تھیں مگر والد صاحب اس وقت تک احمدی نہیں ہوئے تھے لہٰذا سب بچے باپ کے زیر اثر احمدیت سے دور رہے جب آپ جوانی کی عمر کو پہنچے تو آپ کی شادی گورداسپور کے ایک غیر احمدی گھرانہ میں ہو گئی چونکہ والدہ محترمہ احمدی تھیں لہٰذا ان کی تربیت اور باتوں کا اثر بھی بچوں پر پڑنے لگا لہٰذا محترم مولوی خلیل احمد صاحب کو اپنے خاندان میں سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے حضرت امام جماعت الثانی کی امامت میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس کی وجہ سے آپ کے بھائی آپ کے مخالف ہو گئے اور آپ کو تنگ کرنے لگے لہٰذا آپ ترک وطن کر کے بمعہ اپنی اہلیہ اور ایک بچی کے قادیان چلے گئے وہاں خدا تعالیٰ نے آپ کی اہلیہ کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرما دی بعد میں آپ کے والد صاحب اور باقی بہن بھائی بھی احمدیت کی آغوش میں آگئے کچھ نے تقسیم ملک سے قبل اور کچھ نے پاکستان آنے کے بعد یہ سعادت حاصل کی اور آپ کے والد اور والدہ صاحبہ دونوں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔

جب آپ قادیان گئے تو کچھ عرصہ آپ اپنے خالو محترم عبدالرحیم صاحب دیانت کے پاس رہے جن کو خدا تعالیٰ نے تقسیم ملک کے بعد قادیان میں درویشی کی سعادت نصیب کی۔

بعد میں آپ نے بیت المبارک کے نیچے چوک میں ایک دوکان حاصل کر کے دودھ دہی اور مٹھائی وغیرہ کا کام شروع کر دیا جس میں خدا تعالیٰ نے برکت ڈالی اور آپ نے دارالشکر میں زمین خرید کر اپنا مکان تعمیر کر لیا۔

مدرسہ احمدیہ کے طلباء اکثر آپ کی دوکان سے یہ اشیاء خریدتے جس کی وجہ سے وہ آپ سے بہت ہی مانوس اور متعارف تھے خاکسار نے جب جنوری 1940ء میں مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا تو اس تعلق کی وجہ سے آپ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا آپ واقعہ میں احمدیت کے شیدائی اور امامت کے حد درجہ وفادار تھے۔

باوجود اس کے کہ ایک دوکاندار کے لئے اپنی دوکان بند کر کے چند گھنٹوں کے لئے بھی کسی دوسرے کام کے لئے وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے مگر ہم نے دیکھا کہ جب بھی قادیان کے اردگرد گاؤں میں کوئی جلسہ ہوتا تو آپ اپنی دوکان بند کر کے وہاں شریک ہوتے۔ اس طرح سلسلہ کے دوسرے کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

مکرم مولوی غلام نبی صاحب بیلجیئم سے اپنے تعزیتی خط میں خاکسار کو تحریر کرتے ہیں کہ محترم مولوی خلیل احمد صاحب دوکاندار گول بازار ربوہ جماعتی کاموں اور جلسہ و اجتماعات وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہیں چنانچہ بھامڑی میں جو جلسہ ہوا اور پھر ہماری جماعت کے جن لوگوں کو شدید چوٹیں آئیں ان میں مولوی خلیل احمد صاحب دوکاندار بھی تھے اس کے علاوہ سٹھیالی میں بھی انہیں جلسہ میں دیکھا تھا آپ سلسلہ کے تمام مربیان سے ہمیشہ پیار اور محبت سے ملتے اور سب کا پورا پورا احترام کرتے تھے۔"

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے 1944ء میں جو مختلف شہروں ہوشیار پور۔ لدھیانہ۔ لاہور اور دہلی وغیرہ میں جلسے منعقد کئے محترم مولوی خلیل احمد صاحب ان سب میں شریک ہوئے دہلی میں مخالفین نے جس رنگ میں جلسہ کو ناکام بنانے کی کوشش کی اور پھر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی قیادت میں احمدی نوجوانوں نے جس جرأت۔ بہادری اور جذبہ ایثار و قربانی کے ساتھ ان کی تمام کوششوں کو خاک میں ملا دیا اس کا ذکر اکثر آپ بڑے جذبہ اور جوش کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

آپ میں دعوت الی اللہ کا خاص جذبہ تھا اور جب کبھی موقع ملتا اس لئے فائدہ اٹھاتے چنانچہ آپ کے اس جذبہ کے بارہ میں محترم عبدالحمید صاحب آصف آف فیصل آباد نے اپنے تعزیتی خط میں تحریر فرمایا ہے کہ

" الفضل میں برادرم خلیل احمد صاحب کی وفات کی خبر پڑھی ربوہ کے ابتدائی دوکانداروں میں سے تھے خاکسار خدام الاحمدیہ کے شعبہ دعوت الی اللہ کا منتظم تھا جھنگ کے ضلع میں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں پیش پیش تھے جب کبھی بھی انہیں تعاون کے لئے کہا گیا خوشی سے موقع دیتے سلسلہ کے بہترین وفادار (امامت) سے خاص لگاؤ تھا۔ اور دعوت الی اللہ کا خوب ڈھنگ جانتے تھے۔ عبادت گزار دعاگو۔ غریبی میں بھی ہم نے انہیں خوشحال ہی پایا۔

1944ء میں جب خاکسار مدرسہ احمدیہ کی چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا میں نے اور مکرم منظور احمد صاحب سیالکوٹی جن کو بعد میں قادیان میں درویشی کا شرف حاصل ہوا اور اب تک وہ قادیان میں ہیں نے سالانہ رخصتوں میں سے پندرہ یوم دعوت الی اللہ کے لئے وقف کئے اس وقت حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر دعوت الی اللہ تھے اور محترم مولوی دل محمد صاحب انچارج دفتر تھے جب ہم دونوں دفتر میں ان کے پاس اپنے پروگرام کے لئے حاضر ہوئے تو وہاں محترم مولوی خلیل احمد صاحب کو بھی موجود پایا آپ نے بھی دو ہفتے دعوت الی اللہ کے لئے وقف کئے ہوئے تھے چنانچہ ہم تینوں کو گورداسپور شہر اور اس کے اردگرد بعض اور گاؤں میں یہ ایام دعوت الی اللہ میں صرف کرنے کی ہدایت ملی۔ ہم سب سے پہلے گورداسپور گئے اور محترم مولوی خلیل احمد صاحب کے سسرال کے گھر ٹھہرے گو وہ غیر از جماعت تھے مگر نہایت عزت اور احترام کے ساتھ پیش آئے ہم نے چند یوم شہر میں پھر کر پیغام احمدیت پہنچانے کی کوشش کی مخالفت ہوئی پتھر بھی کھائے پھر بعض اور گاؤں میں گئے رات کے وقت مکانوں کی چھتوں پر تقاریر کیں ہم دونوں تو ابھی چھوٹی عمر کے تھے لہٰذا آپ نے ہم کو بہت ڈھارس دی اور بہت ہی عزت اور احترام سے پیش آتے رہے۔ پھر ہم سونا۔ پٹھانکوٹ اور آگے ایک شہر جوانوالی بھی گئے اس سفر میں جو مشکلات ہمیں پیش آئیں اور جن کٹھن مراحل میں سے ہمیں گزرنا پڑا وہ ایک الگ داستان ہے جس کے ذکر کا یہاں موقع نہیں بہرحال اس سفر میں یہ دیکھنے کا موقع ملا کہ آپ کے اندر احمدیت کی اشاعت کا ایک خاص جذبہ اور جوش پایا جاتا تھا جو آخر دم تک قائم رہا۔

قادیان سے آنے کے بعد آپ نے پہلے بدوملہی میں کچھ عرصہ قیام کیا پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں دوکان کھولی گو جب حضرت امام جماعت الثانی کی طرف سے یہ تحریک ہوئی کہ دوست ربوہ میں جو زمین لی گئی ہے اس کو آکر آباد کریں تو آپ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوری طور پر سیالکوٹ کا کاروبار بند کر کے ربوہ آگئے اور ابتدائی دنوں میں جو لوگ ٹینٹ لگا کر ان پہاڑوں کے دامن میں آکر آباد ہو گئے تھے آپ بھی ان میں شامل تھے مرکز سلسلہ سے آپ کو محبت تھی جس نے انہیں دور نہیں رہنے دیا اور آخر دم تک یہاں رہے۔

پھر آپ نے ریلوے سٹیشن پر جو ابھی ابتدائی حالت میں تھا اپنا ٹینٹ لگا لیا وہاں سے جب کچا بازار بنا تو وہاں منتقل ہو گئے بعد میں گول بازار میں زمین خرید کر اپنا مکان اور دوکانیں تعمیر کر لیں۔ اور بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف رہے چندہ وصیت اور دیگر چندہ جات بڑی باقاعدگی سے ادا کرتے کچھ عرصہ سے آپ کی ٹانگوں میں کمزوری لاحق ہو گئی تھی اور چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تھا مگر پھر بھی اپنا کام خود ہی کرتے تھے۔ جولائی 1995ء کے شروع میں آپ کی طبیعت اچانک زیادہ خراب ہو گئی پھر آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی اسی حالت میں آپ کو فضل عمر ہسپتال لے جایا گیا وہاں پہلے تو طبیعت کچھ سنبھل گئی مگر پھر شدت بخار کی وجہ سے آپ کی حالت زیادہ خراب ہو گئی اور بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہو گئی آخر 18 جولائی کو بوقت ایک بجے دن اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

اسی روز مغرب کے بعد بیت المبارک میں محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور پھر بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال ثانی نے دعا کروائی۔

اس طرح لندن میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے مورخہ 25 جولائی کو آپ کا جنازہ غائب پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے اور جنت میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

اخبار الفضل قادیان 2- دسمبر 1936ء

ہماری تاریخ

الفضل مورخہ 2 دسمبر- 1936ء میں حضرت مولوی رحمت علی صاحب مربی جاوا کے کلکتہ پہنچنے کی خبر شائع ہوئی ہے۔

جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے شاندار استقبال۔

کلکتہ 30- نومبر- سید کریم بخش صاحب کلکتہ سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی رحمت علی صاحب (مربی) جاوا 29- نومبر بروز اتوار جہاز ایس- ایس- پیرونڈا پر بخیریت کلکتہ پہنچ گئے ہیں- جہاز کے پہنچنے پر رانی گھاٹ پر احمدیوں کی ایک کثیر تعداد نے ان کا شاندار استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے- مولوی صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کے مکان واقع 43 این لین میں فروکش ہوئے- رات کو آپ نے انجمن احمدیہ ہال میں دلچسپ تقریر کی- جس میں جاوا کے متعلق اپنے تاثرات اور احمدیت کی اشاعت کا ذکر کیا- آپ یکم دسمبر بروز منگل پنجاب ایکسپریس میں کلکتہ سے روانہ ہو کر 3- دسمبر کی صبح کو امرتسر پہنچیں گے- اور اسی روز بارہ بجے دن قادیان تشریف لائیں گے-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثاقب زیروی

بشکریہ ہفت روزہ لاہور 95-8-26

باکمال لوگ - لاجواب سروس

محترم ثاقب زیروی جلسہ سالانہ لندن میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ سفر کی سرگذشت پڑھئے۔ (ماخوذ از ہفتہ وار لاہور۔ 26- اگست 1995ء)

"باکمال لوگ۔ لاجواب سروس" پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز پی آئی اے "کا اشتہاری نعرہ ہے جس کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ "باکمال" ہیں جو اس "لاجواب سروس سے مستفید ہوتے ہیں۔ گو اس لاجواب سروس" کے جو امتیازات اب تک منظر عام پر آئے ہیں وہ وطن عزیز اور بیرون وطن کے باکمال لوگوں کی زبانی کچھ یوں ہیں:۔

○ "پی آئی اے" کے جہاز نہ وقت پر اڑتے ہیں نہ وقت پر پہنچتے ہیں۔

○ اس کی ایئرپورٹوں پر مسافروں کی رہنمائی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں۔ اس کے ملازموں نے بھی اب افسروں کا روپ دھار لیا ہے۔

○ اس کی "میز بانیں" مسافروں کی ضروریات کی طرف توجہ دینے کی بجائے اپنے چہرے اور بالوں کے بناؤ سنگھار پر زیادہ توجہ دیتی ہیں۔ یا پھر "پی آئی اے" کے "آف ڈیوٹی" ملازموں کے ساتھ قہقہہ ساز راز دارانہ سرگوشیوں میں مصروف رہتی ہیں۔

○ "پی آئی اے" کی طرف سے مسافروں کو پیش کیا جانے والا کھانا اکثر و بیشتر بد مزہ ہوتا ہے اور عام طور پر بے وقت مہیا کیا جاتا ہے۔

○ "پی آئی اے" متعلقہ ہوائی جہازوں کے مسافروں کی تعداد سے زیادہ ٹکٹ جاری کرنے کی عادی ہے۔ اور اکثر اوقات "او کے" ٹکٹ کے حامل مسافروں کو یہ کہہ کر بورڈنگ کارڈ دینے سے انکار کر دیا جاتا ہے کہ پہلے ہی تمیں مسافر زیادہ ہیں۔

○ "پی آئی اے" کے بیشتر ملازمین "شرفائے وطن" سے روایتی روکھے پن کا اور وزیروں۔ مشیروں۔ ایم این اوں۔ سمگلروں اور با اختیاروں (وغیر ہم) سے ایسی خوشامد اور چاپلوسی کا سلوک کرتے ہیں جیسے ان کے جز وقتی ملازم ہوں یا در پردہ وظیفہ خوار۔

○ عرصہ ہوا شکایات یا پرواز کے دوران مسافروں کی رائے معلوم کرنے کے لئے مطبوعہ فارم تقسیم کئے جایا کرتے تھے (خدا جانے ان میں مندرج تاثرات و شکایات کے ازالے کے لئے کوئی اقدام بھی کیا جاتا تھا یا نہیں) لیکن اب یہ سلسلہ بھی ترک کر دیا گیا ہے۔ شاید مسافروں کی شکایات اتنی بڑھ گئی ہوں گی کہ ازالہ ممکن نہیں رہا۔

○ بارہا ایسا بھی ہوا کہ لاہور کے مسافر تو کراچی پہنچ گئے۔ لیکن اس "لاجواب سروس" والے ان میں سے بیشتر کے سامان کا کنٹینر (کسی رات کی پرواز سے) رات کے دو بجے کراچی پہنچا۔

○ پرواز سے قبل اب اس "لاجواب سروس" کے جہازوں کی اندرونی صفائی کی "پڑتال" بھی اب شاذ ہی ہوتی ہے۔

○ متعدد دفعہ ایسی شکایات سننے کو ملیں کہ کسی سیٹ کے سامنے "قے" کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور جب پرواز کے کارکنوں کو توجہ دلائی گئی تو انہوں نے۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔" کا عذر تراش کر مسافر کو اسی سیٹ پر بیٹھنے کی تلقین کی۔ نیز

○ جب کبھی "پی آئی اے" کے افسروں کی کوئی فیملی سفر کر رہی ہو۔ تو ملازموں کی پچھتر فی صد توجہ اکثر و بیشتر انہی کی طرف رہتی ہے اور اس فیملی کے بچے جہاز کے اندر کود پھاند اور "کریو" کی سیڑھیوں پر اچھل کود کر دوسرے مسافروں کا ناک میں دم کر دیتے ہیں اور انہیں کوئی روکتا ٹوکتا نہیں مگر اس ہفتے ان امتیازات میں اس "لاجواب سروس" کی مسافروں سے "ایک اور مروت" کا اضافہ ہوا ہے جس نے شکایت کنندہ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ پی آئی اے کے جہازوں کو پسماندہ و دور افتادہ علاقوں میں کچے راستوں پر چلنے والی ٹنکیل بسیں" قرار دے۔ یا گدھا گاڑیاں جو ٹکٹوں پر مندرج کوائف کی پرواہ کئے بغیر اب ان مقامات کی طرف پرواز کرنے لگے ہیں جہاں کے مسافر زیادہ ہوں۔"

ملاحظہ فرمائیے ایک باکمال مسافر کی زبانی ایک روئیداد سفر جس نے بارہ ماہ رواں کو اس لاجواب سروس کے جہاز پی کے 756) کے ذریعہ لندن سے لاہور تک سفر کرنے کی سعادت حاصل کی جو اس کے قلب و روح پر انمٹ نقش چھوڑ گئی۔ واضح رہے مراسلہ نگار نے یہ کہانی قارئین کی تفنن طبع کے لئے رقم کی ہے کسی ازالے کی امید پر نہیں کیوں کہ وہ خوب جانتا ہے کہ اس دور میں کسی سرکاری و نیم سرکاری ادارے سے ازالے کی توقع رکھنا پرلے درجے کی حماقت کے مترادف ہے لکھتے ہیں۔

"....... میں نے 12 ماہ رواں کو لنڈن سے لاہور تک کا سفر کیا (پی کے 756 سے) پی آئی اے کی ہدایات کے مطابق مجھے ساڑھے نو بجے شب اڑنے والے جہاز میں سفر کرنے کے لئے ہیتھرو ایئرپورٹ پر وقت سے تین گھنٹے پہلے پہنچنا تھا یہ تو اچھا ہوا کہ میں بروقت لائن میں لگ گیا اور پھر دو ایک گھنٹے مختلف لائنوں میں لگنے کے بعد ٹرانزٹ نمبر 25 میں پہنچ گیا۔ پونے نو بجے کے قریب مسافروں کو جہاز کے روانگی کے لئے تیار ہونے کا مژدہ سنایا گیا۔ گو اس دریا دل جہاز پر سوار ہونے کے لئے پونے دس بجے بلکہ دس بجے تک بھی مسافر آتے رہے۔ وہ یقیناً پی۔ آئی۔ اے کے بااختیار افسروں کے چہیتے ہوں گے۔ اسی اثنا میں کراچی جانے والے تین مسافروں نے ٹکٹ دکھا کر یہ تقاضا شروع کر دیا کہ جب ان کے ٹکٹوں پر بڑے واضح لفظوں میں "لنڈن۔ کراچی لاہور" لکھا ہوا ہے تو یہ جہاز کراچی کی بجائے سیدھا "لاہور" کیوں جا رہا ہے۔ واضح رہے میرے ٹکٹ پر بھی جو "سٹکر" لگایا گیا تھا اس پر بھی "لنڈن۔ کراچی۔ لاہور" ہی درج تھا۔

ادھر ادھر کے سوال و جواب اور عذر تراشی کے بعد بعض کارکنوں کے منہ سے یہ سچی بات نکل گئی کہ۔ "کراچی میں بیگیج پرابلم" ہو جاتا ہے ویسے بھی آج ستر فیصد مسافر لاہور کے ہیں۔"

مگر تقاضا بڑھتا ہی گیا جو بالآخر اس فیصلے پر منتج ہوا کہ ان تین مسافروں کا سامان نکال دیا جائے وہ اس جہاز پر سفر نہیں کریں گے۔ چنانچہ تین سو مسافروں کے لگ بھگ مسافروں کا سارا سامان اتار اگیا۔ تقاضا کرنے والے مسافروں کا سامان ان کے حوالے کیا گیا مگر شاید لوڈر تھک گئے تھے انہوں نے کراچی اور لاہور کا سامان (دوبارہ علیحدہ علیحدہ کنٹینروں میں رکھنے کی بجائے اکٹھا ہی رکھ دیا۔ (ویسے بھی سرکاری ملازموں کو ذمہ

صحافت کا ایک پہلو

3- اکتوبر 1995ء کے روزنامہ جنگ لاہور میں ارشاد احمد حقانی اپنے کالم حرف تمنا میں کہتے ہیں۔

"چند روز پہلے اپوزیشن لیڈر میاں محمد نواز شریف کے پریس سیکرٹری اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے مرکزی ترجمان جناب صدیق الفاروق کا ایک مضمون پنجاب کی موجودہ سیاسی صورت حال کے حوالے سے موصول ہوا جسے ہم نے مناسب ترمیم و تنسیخ کے بعد شائع کر دیا۔ جناب صدیق الفاروق نے اس انداز پر اپنے عدم اطمینان کا اظہار کیا جس کے مطابق ہم نے اپنا ایڈیٹنگ کا حق استعمال کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے میری خواہش اور رضامندی سے مذکورہ مضمون کے بارے میں اپنا نکتہ نظر ایک خط کی صورت میں مجھے ارسال فرمایا ہے۔" اس کے بعد حقانی صاحب وہ خط جو صدیق الفاروق نے ارسال کیا پیش کرتے ہیں۔ پھر اس کے جواب میں کہتے ہیں۔

"جناب صدیق الفاروق کا خط آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ان کا سب سے پہلا اعتراض ہے کہ ہم نے ان کے مضمون کی سرخی تبدیل کی ان کی رائے میں ان کی سرخی زیادہ دلکش تھی۔ جبکہ ہماری تجویز کردہ سرخی انہیں پھیکی محسوس ہوئی۔ یہ رائے کی بات ہے۔ ہمارے نزدیک ہماری تجویز کردہ سرخی زیادہ جامع اور زیادہ ہمہ گیر تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے میرے مضمون میں سے جو پیرے حذف کئے تھے میں ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ لیکن اپنے خط میں وہ حذف شدہ کئی پیرے نقل کر دیتے ہیں مگر کچھ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جن الفاظ اور پیروں کو انہوں نے حذف ہی رہنے دیا ہے ان کے بارے میں انہیں خود احساس ہو گیا ہے کہ ایک غیر جانبدار اخبار کے لئے ان کی اشاعت مناسب نہ تھی۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے ان کا یہ سوال تو شائع شدہ مضمون میں قائم رکھا ہے کہ کیا پنجاب میں پی۔ ڈی۔ ایف کی حکومت اور اتحاد قائم رہے گا۔ لیکن ان کا دیا ہوا جواب حذف کر دیا۔ اس کے بعد وہ جواب کو نقل کرتے ہیں۔ ان کا جواب ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

"ان دلائل کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے......"

ان کے الفاظ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بھی یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس جواب میں انہوں نے دلائل بیان نہیں کئے بلکہ صرف اپنا اخذ کردہ ایک نتیجہ ایک فقرے میں بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کے دلائل مضمون کے اندر بیان ہو چکے ہیں اور جب ہم نے ان کے دلائل کا بڑا حصہ شائع کر دیا تو ان میں ان کا دیا ہوا جواب خود بخود شامل ہو گیا۔"

حقانی صاحب کا سارا جواب پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن کسی قدر طویل ہونے کی وجہ سے ہم جو کچھ پیش کیا گیا ہے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہمیں اس بات سے غرض نہیں کہ صدیق الفاروق نے کیا کہا تھا۔ غرض صرف اس بات سے ہے کہ صحافت کا ایک پہلو سامنے آئے کہ ہر مضمون جو اشاعت کے لئے ایڈیٹر کے پاس آتا ہے اس کی ایڈیٹنگ کا اسے پورا پورا حق حاصل ہے۔ وہ سرخی بدل سکتا ہے۔ وہ پیرے حذف کر سکتا ہے۔ چاہے کوئی کتنا ہی بڑا اور منجھا ہوا مضمون نگار کیوں نہ ہو جو کچھ وہ لکھتا ہے اس کے اپنے خیال کے مطابق وہ سب ٹھیک ہوتا ہے۔ لیکن جس طرح اسے چھاپا جاتا ہے وہ ایڈیٹر کی رائے اور ایڈیٹر کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور یہ بات ہر اخبار میں پائی جاتی ہے۔

کچھ عرصہ قبل کوثر نیازی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا اس میں بھی کتر و بیونت کی گئی تھی۔ اور اتنی زیادہ کہ کوثر نیازی صاحب کو شکوہ کرنا پڑا۔ شکوہ کا جواب دیتے ہوئے ادارے نے کہا کہ ہم نے جو درست محسوس کیا وہ کیا۔ اور جن چیزوں کو ہم چھاپنا مناسب نہیں سمجھتے تھے وہ ہم نے نہیں چھاپیں۔

بہرحال مقصد یہ کہنے کا ہے کہ ہمارے مضمون نگار اور صحافی اس بات کو مدنظر رکھیں کہ ایڈیٹنگ کا حق ایڈیٹر کو استعمال کرنا ہی پڑتا ہے۔

(ن-س)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داری سے کام کرنے کی اب عادت کہاں ہے) اور خدا خدا کرکے (لندن کے وقت کے مطابق) ساڑھے گیارہ بجے شب جہاز اڑا اور 13 ماہ رواں کو (پاکستانی وقت کے مطابق) گیارہ بجکر 45 منٹ پر لاہور کی ایئرپورٹ پر اترا۔ لیکن چونکہ سامان گڈمڈ تھا اس لئے اس حبس خانے میں ان کا سامان مسافروں کو کوئی تین گھنٹے میں ملا۔ آخر کراچی اور لاہور کے بیگیج علیحدہ علیحدہ بھی کرنے ہوں گے۔ اس عرصے میں ایک مسافر شدت حدت و حبس کے باعث چکرا کر گر پڑا۔ نہیں معلوم اس "لاجواب سروس" نے پھر کراچی کی طرف کتنے بجے پرواز کی ہو گی 7 گھنٹے اور 45 منٹ کا سفر اور (اتنا ہی وقت مبادیات و انتظامات سفر کے لئے۔

"ہمیں یقین ہے کہ پی آئی اے کی انتظامیہ اس شکایت کا کوئی نوٹس نہیں لے گی کیوں کہ اب وطن عزیز کے کسی سرکاری یا نیم سرکاری ادارے کے کسی دفتر میں "جائز شکایت" کے ازالے کا کوئی خانہ ہی نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ "پی آئی اے" کے جہازوں پر سفر کرنے والے (انداز سفر میں اس عملی ترمیم کے بعد) شکایت کنندہ کی طرف سے دیئے گئے ناموں میں سے کس نام سے اتفاق کرتے ہیں۔

رہے "پی آئی اے" سے سفر کرنے والے لوگ (تو خواہ طنزاً ہی سہی) انہیں باکمال ہی کہا جائے گا کہ "پی آئی اے" کے ان لچھنوں کے باوجود اس کے ذریعہ سفر کرنے پر مجبور ہیں اور سفر کرتے ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

ولادت

○ مکرم غلام فاروق صاحب ولد غلام رسول صاحب دار النصر وسطی ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 15- ستمبر 95ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام عاصمہ مریم تجویز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک و صالحہ بنائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم احسان احمد باجوہ صاحب ولد محمد یوسف باجوہ ربوہ حال لندن بعارضہ فالج چند یوم ہسپتال میں بیمار رہ کر مورخہ 12- اکتوبر 95ء بعمر تقریباً 45 سال وفات پا گئے۔ موصوف مکرم مقبول احمد خالد صاحب کارکن دفتر محاسب کے بھائی تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ مکرم چوہدری عبد الکریم صاحب 28 ستمبر 1995ء کو سی ایم ایچ اوکاڑہ کینٹ میں قضائے الٰہی وفات پا گئے تھے موصوف حضرت مولوی محمد اسحاق آف کھرپیٹر ضلع قصور جو ابتدائی 313 رفقاء کے داماد تھے۔ ان کی عمر 80 سال تھی ان کا جنازہ اوکاڑہ کینٹ میں 29 ستمبر 1995ء کو محمد اکبر طاہر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا۔ آپ مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب سیکرٹری مال و سیکرٹری تحریک جدید اوکاڑہ کے والد محترم تھے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔

اعلان دار القضاء

○ (محترمہ خورشید بی بی صاحبہ ترکہ مکرم عبد المنان صاحب)

محترمہ خورشید بی بی صاحب بیوہ مکرم عبد المنان صاحب سکنہ مکان نمبر 210 بلاک نمبر 1 B-2 ٹاؤن شپ لاہور نے درخواست دی ہے کہ ان کے خاوند مکرم مولوی عبد المنان صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ قطعہ نمبر 7/19 محلہ دار النصر ربوہ برقبہ ایک کنال میں سے ان کا رقبہ 5 مرلے ہے۔ جو وہ اپنے بیٹے مکرم ناصر احمد صاحب کے نام منتقل کروانا چاہتی ہیں۔ موصوف کے جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

(1) محترمہ خورشید بی بی صاحبہ (بیوہ)
(2) مکرم عبد السلام صاحب (بیٹا)
(3) مکرم بشیر احمد صاحب (بیٹا)
(4) مکرم ناصر احمد صاحب (بیٹا)
(5) مکرم محمد زمان صاحب (بیٹا)
(6) مکرم قدیر احمد صاحب (بیٹا)
(7) مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (بیٹی)
(8) مکرمہ نسیم اختر صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔ (ناظم دار القضاء ربوہ)

درخواست دعا

○ مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور دل پر شدید حملہ کے باعث پنجاب انسٹیٹوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے ان کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ صفحہ 3

جاتا ہے۔ پس وارث ان دونوں معنوں میں ہے۔

پس وہ لوگ جو اولاد کی تمنا رکھتے ہیں ان کو یہ دعا ان معنوں میں کرنی چاہئے کہ ہم تمنا تو رکھتے ہیں مگر یہ مطلب نہیں ہے کہ اولاد نہیں ہو گی تو ہم برباد ہو جائیں گے ہمارا تو ہی تو ہے اور تو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کا تو ہو جائے اس کے نام مٹا نہیں کرتے۔ اس کی ذمہ داریاں اس کے بعد بھی ادا ہوا کرتی ہیں۔ پس اگر تو اولاد نہ دے تو ہم ناراض نہیں، ہم خفگی محسوس نہیں کرتے، تمنا ہے اگر عطا کر دے تو بہتر ہے ورنہ تو بہترین وارث ہے، تیرے ہوتے ہوئے ہم کسی قسم کے شکوے کا حق نہیں رکھتے چنانچہ فرمایا (-) پس ہم نے اس کی دعا کو قبول فرمالیا اور اسے ہم نے یحییٰ بطور تحفہ عطا کیا (-) اور اس کی بوڑھی بانجھ زوجہ کی اصلاح فرما دی۔ (-) یہاں بھی قبولیت دعا کی حکمت اور واضح فرما دی کہ کیوں بعض لوگوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ فرمایا (-) یہ وہ لوگ تھے جو محض ضرورت کے وقت میرے پاس نہیں آیا کرتے تھے بلکہ ہمیشہ میری محبت کے نتیجہ میں نیک کاموں میں سبقت لے جایا کرتے تھے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کیا کرتے تھے جو بھلائی کا موقع آتا تھا اس سے چوکتے نہیں تھے بلکہ آگے بڑھ بڑھ کر نیک کاموں میں حصہ لیا کرتے تھے (-) اور ہمیشہ مجھے یاد کیا کرتے تھے اور میرے سے دعائیں کیا کرتے تھے رغبت رکھتے ہوئے بھی اور خوف رکھتے ہوئے بھی۔ بعض دفعہ میری رضا کی تمنا میں اور لالچ میں کہ خدا ہم سے راضی ہو اور بعض دفعہ اس خوف میں دعا کیا کرتے تھے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے کہ خدا ناراض ہو جائے اور پھر فرمایا (-) اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ عاجزی کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ بہت ہی خشوع و خضوع کرنے والے تھے پس جن کا یہ دستور ہو ان کی دعائیں جو غیر معمولی حالات میں قبول ہوئی ہیں تو اس کا یہ پس منظر ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ذکریا کے حق میں خدا تعالیٰ نے ایسا اعجازی نشان دکھا دیا۔ ہم دعا مانگتے ہیں، ہماری بوڑھی بیوی تو کچھ بھی نہیں جنتی، ہماری بانجھ عورت کو تو کچھ نہیں ہوتا، ہماری کمزوریاں تو دور نہیں ہوتیں، ان کے لئے نصیحت ہے کہ خدا سے غیر معمولی طلب کرنے والے اپنے اندر بھی غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کیا کرتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کو خدا کی خاطر بدل دیتے ہیں اور محض اپنی ضرورت کے وقت خدا کے حضور حاضر نہیں ہوتے بلکہ ساری زندگی حاضر رہتے ہیں اور اس کی رضا پر بھی راضی رہتے ہیں، اس کے ابتلاء پر بھی راضی رہتے ہیں اور ہمیشہ یہ خوف ان کو دامن گیر ہوتا ہے کہ کہیں خدا ہماری کسی کوتاہی کی وجہ سے ہم سے ناراض نہ ہو اور ہم اس کی رضا سے محروم نہ رہ جائیں۔ پس ایسے لوگوں کی دعائیں غیر معمولی طور پر اعجازی رنگ میں قبول کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ایسے بندوں میں شامل فرمائے کہ ہم اس سے بہت کچھ مانگیں اور التجاؤں کے ساتھ مانگیں لیکن اس فیصلے کے ساتھ مانگیں کہ اگر وہ رد کر دے گا تب بھی ہم راضی رہیں گے۔ حضرت (امام جماعت الثانی) کا یہ شعر جو میں پہلے بھی بار ہا پڑھ چکا ہوں مجھے بہت ہی پیارا، آپ کے سب شعروں میں زیادہ پیارا لگتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

اے ہمارے اللہ! چاہتے تو فضل ہیں لیکن فضل ہو یا ابتلاء آجائے، تیری طرف سے اگر ابتلاء آجائے اور رضا والا ابتلا ہو، ناراضگی والا ابتلا نہ ہو۔

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

اس روح کے ساتھ آپ دعائیں کیا کریں تو آپ نے سب کچھ پا لیا۔ وہی لوگ دنیا میں کامیاب ہوں گے جو مالک کی ہر ادا سے راضی ہوں۔ جن کو خیرات سے پیار نہ ہو خیرات دینے والے ہاتھ سے پیار ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(ذوقِ عبادت اور آداب دعا ص 300 تا 306)

بقیہ صفحہ 4

تبادلہ خیالات ہوتا رہتا ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ وہ آپ کو بتلا سکیں گے حکومت ہند نے اس معاملہ میں کس قدر دلچسپی لی ہے۔ (دراصل گورنمنٹ کشمیر نے مجھے لکھا تھا کہ اپنے دو نمائندے یہاں بھجوا دیں جن سے ہم وقتاً فوقتاً گفتگو کرتے رہیں۔ اس پر میں نے مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے اور مولوی محمد اسماعیل صاحب غزنوی کو بطور نمائندہ بھجوا دیا تھا) کسی قدر یہ ہمیں تسلی بھی تھی کہ صدر صاحب خود ریاست کی سرحد پر آکر اپنے نمائندگان سے مل گئے ہیں۔ اور تمام حالات معلوم کر گئے ہیں (یہ درست ہے۔ میں ہزارے کی طرف جا کر کشمیر کے نمائندوں سے ملا تھا۔ اور ان سے میں نے تمام حالات معلوم کئے تھے) صدر صاحب کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مساجد وغیرہ کے اعلان میں صدر صاحب اور ہماری منشاء کے خلاف ہمیں اعلان کو جلد شائع کرنے کے لئے کس طرح سے رائے دی گئی۔ جو مجبوری کی حد تک پہنچ گئی۔ (میں نے انہیں کہا تھا کہ تم نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس پر وہ لکھتے ہیں کہ ہمیں کشمیر کے نمائندوں نے مجبور کیا تھا کہ ہم اس قسم کا اعلان کر دیں) آپ نے صدر صاحب کے خیال کو اس شکل میں رکھا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم معاملے کو لمبا کرنا چاہتے ہیں اور سنجیدگی کے ساتھ کسی مفید نتیجہ پر پہنچنے کی غرض سے گفتگو کرنا ہمارا مقصد نہیں۔ یہ محض غلط فہمی ہے افسوس ہے کہ صدر صاحب نے ہماری مصروفیات اور مشکلات کا اندازہ نہیں کیا لیکن ہر بات کا علاج وقت اور معیاد ہے۔ صدر صاحب عنقریب یقین کرنے پر تیار ہو جاویں گے کہ ہم معاملہ کو لمبا کرنا چاہتے ہیں یا مختصر۔ اور کہاں تک ان کے مشورہ صائب کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ آپ کے لکھنے کے مطابق صدر صاحب کی خواہش محض مسلمانان کشمیر کو حقوق دلوانے کی ہے جس میں حکومت پورے طور سے خود مصروف ہے۔

آپ کا صادق جیون لال
پرسنل اسسٹنٹ

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 17- اکتوبر-1995ء
درجہ حرارت کم ازکم 20 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 32 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو غیر جانب دار ممالک کی ۱۱ویں سربراہ کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے کولمبیا روانہ ہو گئی ہیں۔ سربراہ کانفرنس 18- اکتوبر سے کولمبیا کے دارالحکومت کارٹیگنا میں شروع ہو گی۔ اس کے ایجنڈے کی زیر بحث تجاویز پر غور کرنے کے لئے وزرائے خارجہ کا اجلاس پہلے سے شروع ہو چکا ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی اس اجلاس میں شریک ہیں۔ اس ایجنڈے میں کشمیر سمیت تمام اہم مسائل کا جائزہ لیا جائے گا۔ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ غیر جانب دار ممالک کی یہ کانفرنس ترقی پذیر ملکوں کی اہم ترین کانفرنس ہے۔ جس میں ان ممالک کو درپیش حالات و واقعات کا جائزہ لیا جائے گا۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ اس کانفرنس میں پاکستانی وفد وزیراعظم بے نظیر کی قیادت میں اہم کردار ادا کرے گا۔ وزیراعظم اپنے خطاب میں کشمیریوں کے حق خودارادی کے بارے میں اظہار خیال کریں گی۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ پہلی بار کشمیر کے مسئلے کے حوالے سے آل پارٹیز کانفرنس جموں و کشمیر کے چیئرمین میرواعظ مولوی عمر فاروق کو کانفرنس میں بلایا گیا ہے۔

○ جموں و کشمیر آل پارٹیز کانفرنس کے چیئرمین میرواعظ عمر فاروق کو کولمبیا کے دارالحکومت کارٹیگنا میں گرفتار کر لیا گیا اور چھ گھنٹے تک حراست میں رکھنے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ میرواعظ نے بعد ازاں پاکستان ٹی وی کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کولمبیا کی حکومت کے پولیس والوں نے رہائی سے پہلے مجھ سے معافی مانگی اور کہا کہ ہم معذرت چاہتے ہیں کہ آپ کو گرفتار کیا گیا۔ یاد رہے کہ میرواعظ عمر فاروق کو غیر جانب دار کانفرنس میں بطور مہمان مبصر مدعو کیا گیا ہے اور کولمبیا کے دارالحکومت کارٹیگنا پہنچنے پر ان کا سرکاری طور پر استقبال کیا گیا اور انہیں بطور مہمان ٹھہرایا گیا۔ میرواعظ عمر فاروق نے جو کہ مقبوضہ کشمیر کے مجاہدین کے علامتی سربراہ تسلیم کئے جاتے ہیں کہا کہ چھ گھنٹے کی حراست کے دوران پولیس والوں نے ان سے کہا کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ کشمیر سے کچھ دہشت گرد یہاں آئے ہیں۔ اور مجھے اسی وجہ سے گرفتار کیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ میرواعظ کو بھارت کی شکایت پر گرفتار کیا گیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجے میں مزید 8 بے گناہ کشمیری شہید ہو گئے۔ یہ افراد بارہ مولا اننت ناگ اور کپواڑہ میں شہید ہوئے۔ جبکہ کئی دیگر علاقوں میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان جھڑپوں کی بھی اطلاعات ملی ہیں۔ جن میں کئی بھارتی ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ کئی جگہوں سے بارودی سرنگیں پھٹنے اور بھارتی فوجیوں کے ہلاک و زخمی ہونے کی خبریں بھی ملی ہیں۔

○ متحدہ عرب امارات نے کہا ہے کہ عراق کے خلاف اقوام متحدہ کی پابندیاں ختم ہونی چاہئیں۔ متحدہ عرب امارات کے سربراہ نے اردن، پولینڈ اور ہالینڈ کے سفیروں سے اسناد تقرری وصول کرنے کے موقع پر ایک تقریب میں کہا کہ ایک کروڑ 80 لاکھ عراقی باشندے اقوام متحدہ کی اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ خلیج تعاون کونسل کے رکن ممالک میں سے متحدہ عرب امارات پہلا ملک ہے جس نے کھل کر عراق کے خلاف اقوام متحدہ کی پابندی اٹھانے کا مطالبہ کیا ہے۔ خلیج تعاون کونسل میں سعودی عرب اور کویت بھی شامل ہیں۔

○ پاکستان کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت علی خان کی برسی ملک بھر میں عقیدت و احترام سے منائی گئی۔ مرحوم کے مزار پر فاتحہ خوانی ہوئی اور پھول چڑھائے گئے۔

○ امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن میں لاکھوں سیاہ فام افراد نے سفید فاموں کی زیادتیوں اور اپنے حقوق کے تحفظ کے حق میں ایک زبردست مظاہرہ کیا۔ سیاہ فام فٹ بالر او جے سمپسن کی مقدمہ قتل سے بریت اور رہائی کے پس منظر میں اس زبردست مظاہرے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ امریکہ میں سیاہ فام اور سفید فام نسل کے درمیان کشیدگی دن بدن بڑھ رہی ہے۔ سفید فاموں اور سیاہ فاموں کے درمیان فسادات پھوٹ پڑنے کا خدشہ بھی ظاہر کیا جا رہا ہے۔

○ امریکہ کے صدر مسٹر بل کلنٹن نے اپنے ہم وطنوں سے کہا ہے کہ وہ نسل پرستی ختم کر دیں۔ اور امریکہ کو ایک پرامن ملک بنا دیں۔

○ ترکی کی خاتون وزیراعظم مادام تانسو چیلر نے اعلان کیا ہے کہ بائیں بازو کی اپوزیشن پارٹی ری پبلیکن پیپلز پارٹی کے ساتھ حکومت بنانے کا اصولی سمجھوتہ طے پا گیا ہے۔ گذشتہ ماہ اس پارٹی نے بعض اقتصادی مطالبات پر اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ جس کی وجہ سے تانسو چیلر کی حکومت کو پارلیمنٹ میں شکست ہو گئی تھی۔ اب امید کی جا رہی ہے کہ تانسو چیلر دوبارہ حکومت بنا سکیں گی۔

○ بوسنیا میں جنگ بندی کے معاملات پر سربوں کی قیادت میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ سرب وزیراعظم نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ جبکہ سربوں کے سربراہ راڈووان کراڈزک نے چار فوجی جرنیلوں کو برطرف کر دیا ہے۔ اور ان پر جنگی عملی میں کمزوری سستی اور نااہلی دکھانے کے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ تاہم سرب لیڈر نے اس خبر کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان جنرلوں کو صرف ریٹائر کیا گیا ہے۔

○ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے مسٹر احمد کمال نے اقوام متحدہ کے پناہ گزینوں کے ادارے پر زور دیا ہے کہ وہ سنجیدگی سے پناہ گزینوں کے مسائل کو حل کرے اور اصل مسئلہ حل کرنے کے لئے اقدامات کرے۔ پناہ گزینوں کی وجہ سے کئی ممالک میں سماجی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ خود پناہ گزین بھوک اور بیماری کا شکار ہیں۔

○ برطانوی پارلیمانی وفد نے پاکستان کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس سید سجاد علی شاہ سے ملاقات کی اور ان سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ چیف جسٹس نے وفد کو کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات سے آگاہ کیا۔ اور بھارتی حکومت کے مظالم کی تفاصیل بیان کیں۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب سردار محمد عارف خان نکئی نے 100 ایکڑ زمین ورکنگ صحافیوں کے لئے مختص کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جس میں سے ان کو پلاٹ دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک کروڑ روپے ضرورت مند صحافیوں کے لئے مختص کرنے کا اعلان کیا۔

○ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں الیکشن استصواب رائے کا متبادل نہیں ہیں۔

ربوہ سے گذرنے والی گاڑیوں کے اوقات

سرگودھا کی طرف جانے والی گاڑیاں

	آمد ربوہ
1- فیصل آباد-لالہ موسیٰ	6-01
2- کراچی - سرگودھا (سپر ایکسپریس)	11-12
3- کراچی - پشاور (جناب ایکسپریس)	19-00
4- لاہور- سرگودھا	19-22
5- لاہور-ماڑی انڈس	22-36

چک جھمرہ کی طرف جانے والی گاڑیاں

	آمد ربوہ
1- ماڑی انڈس-لاہور	1-19
2- سرگودھا-لاہور	6-06
3- پشاور - کراچی (چناب ایکسپریس)	10-07
4- سرگودھا - کراچی (سپر ایکسپریس)	17-57
5- لالہ موسیٰ-فیصل آباد	18-33

ضرورت ڈرائیور

ربوہ میں ہی ذاتی کام کیلئے ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ لائسنس یافتہ ہو۔ عمر 40 سال سے زائد ہو۔
صدر محلہ کی تصدیق کے ساتھ صدر محلہ دارالرحمت غربی سے ملیں۔

امریکہ ۔ انگلینڈ اور کینیڈا کے طویل تجربہ کار فزیشن اور ماہر امراض جلد ڈاکٹر اقبال احمد اپنا کلینک کھول چکے ہیں
پتہ
3 - امین پلازہ مال روڈ
بالمقابل ملٹری ہسپتال راولپنڈی
فون : 514673

حبوب مفید اطہراء ۲۵/- ، ۷۵/- | اکسیر اولاد نرینہ کورس ۱۵۰/- | تریاقِ معدہ ۱۵/- ۲۵/- | روشن کاجل ۶/- | سرمہ جواہر ۱۰/- | ناصر دواخانہ ربوہ فون : 211434-04524